

اشاعت السنہ نمبر (۱) جلد (۱)

مضامین

شیر قریب کے مناظرات کی نسبت فیصلہ کا بقیہ

(۱) امر سوم متنازعہ فیہ (جناب اڈیٹر صاحب اخبار شیر قریب نے اپنی پریس نمبر ۲ جلد ۱ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۳۳۸ء میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ جو توبہ نامہ اسی پریس شیر میں طبع ہوا ہے اور ہندوستان میں بذریعہ اشتہارات و اخبارات شہرت پاتا ہے حقیقت میں مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب نے اسکو کہ مستطیع میں لکھا ہے اور دلیل یہ ہے کہ اکثر حجاج کے خطوط و بیانات اسکو مصدق ہیں۔

اسطرف البوسیدہ محمد حسین صاحب فاضل لاہوری اس توبہ نامہ کو جعلی بتلاتے ہیں اور بیان و خطوط حجاج کا یہ جواب دیتے ہیں کہ جنہوں نے یہ جعل بنایا یا بنانے میں اسکو شریک رہا ہے اسکو مصدق ہیں یہ لوگ مولانا مدوح کو دشمن مخالف بلکہ مدعی ہیں انکی شہادت مولانا مدوح کو حق میں ناجائز ہے دشمن ہونیکر حجت فاضل مدوح کو اشاعت السنہ نمبر ۲ جلد ۱ میں طول و طویل لکھے ہیں جو قرین قیاس معلوم ہوتے ہیں۔

فاضل مدوح جعلی ہونے توبہ نامہ اور نامتبری بیان و خطوط مصدقین توبہ نامہ پر بہت سو دلائل پیش کر تے ہیں منجملہ انکو (۱) بہت سے عالم مہاجر حاجی متقی پرہیزگار اس توبہ نامہ اور بیان مصدقین توبہ نامہ کی تکذیب کرتے ہیں (۲) جعلی توبہ نامہ کے مصدقین کا باہم اختلاف پانچ امور مندرجہ اشاعت السنہ نمبر ۲ جلد ۱ میں ثابت کرتے ہیں (۳) توبہ نامہ کی کارروائی کو خلاف قانون عدالت و خلاف رابطہ گائیکٹ برسرکوتہ و دولت عثمانیہ ثابت کیا ہے۔ (۴) ان کارروائیوں کا خلاف عقل ہونا ثابت کیا ہے۔ (۵) توبہ نامہ کے الفاظ خلاف قواعد عربی ثابت کئے ہیں جسکو کسی اہل علم کا لکھا ہوا

توبہ نامہ ثابت نہیں ہوتا۔ (۶) توبہ نامہ کا مضمون سبب معنی و خلاف مقصود ہے جسکو دور و شور سے ثابت کیا ہے۔ (۷) توبہ نامہ پر کسی عدالت کی مہر یا حاکم کے دستخط نہیں ہیں (۸) توبہ نامہ مخالف ہے اس روک یا شاہد معتمد کے خیر یا شامہ صوف کی مہر ہے جسکا فوٹو گراف ہندوستان میں منکایا گیا جو کہی غلط نہیں ہو سکتا ہے (۹) مخالفین سے اصل توبہ نامہ یا اسکی فوٹو گراف کا مطالبہ فرمایا ہے اور در صورت اجاب کے نصف خرچ اسکا فاضل مدوح فرما ہے ذمہ لیا ہے اور اپنے شیخ سید محمد نذیر حسین صاحب کی حامی و ناصر ہونے سے انکار کیا ہے۔ (۱۰) جسکی نسبت توبہ نامہ کا لکھنا بیان کیا ہے (یعنی سید محمد نذیر حسین صاحب) وہ اس توبہ نامہ کے لکھنے سے مطلق انکار کرتے ہیں۔

اب ہم دلائل فریقین پر نظر کرتے ہیں
اڈیٹر صاحب کی دلیل سبب اختلاف بیان راویوں اور مخالف دشمن ہونے سے مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کے قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ مخالف کی گواہی نامعتبر ہے اسے طرح فاضل مدوح کی دلیل اول ہی اسی علت سے قابل قبول نہیں۔

تنبیہ

اس بیان میں ایک فرقہ گواہان واقعہ غلط گو ہے۔ جائز عبرت ہے و محل حیرت ہے۔ کہ یہ معاملہ اقوام غیر ہستے ہوئے کہ خاص اپنے متبرک و مقدس معبد کو عظیم میں ایسا ایسا فاضل و عالم جہو نہ بولیں تو مسلمانوں کی دیانت و ایمان داری کو یہ کیسا سمجھتے ہوئے اگر اب یہی مسلمان یہ سمجھیں تو ان کو خدا ہی ہمارے۔

آدم برسر مطلب رہی فاضل مدوح کی نو دلائل وہ حقیقت میں مدلل و مہر ہیں کہ انکا جواب نہ تو اڈیٹر صاحب فرمایا اور نہ کسی اور شخص معاون نے دیا اور نہ ہماری خیال میں آتا ہے حقیقت میں یہ دلائل لا جواب قابل تسلیم ہیں اگر ہم ان کو نہ مانیں تو ہمارا انصاف و متعصب کون ہوگا۔

انہیں آخر تین دلائل بہت ہی قوی ہیں جنہیں کسی طرح کا شبہ و احتمال نہیں آسکتا ہے۔

دلیل سہم میں اختلاف رو بکار کہ معطر اور توبہ نامہ میں جو بیان ہوا ہے صیح ہے رو بکار اس قیاس سے کہ صاف رو کر رہے مضمون بکار حاکم کہ معطر جو پیام حاکم دینیہ نوہ لکھا تھا یہ ہے۔
مولوی محمد زید حسین صاحب کے یہ وطنوں نے اس پر تہمت اقرار لگائی تھی جس کے بعد تحقیقات وہ برسی لکھی۔ اگر مولانا ممدوح نے توبہ کی ہوتی یا توبہ نامہ لکھا ہوتا تو یہ مضمون بکار کا ہرگز نہ ہوتا بلکہ یہ لکھا ہوتا کہ انہوں نے اپنی روایت یا اپنی اعتزال سے توبہ کی ان پر سواخذہ نہ ہو۔

دلیل نہم اس سے زیادہ قوی ہے اگر توبہ نامہ کا کچھ بھی وجود ہوتا تو اڈیٹر صاحب یا اسکے معاون و انصار ضرور اصل یا اس کے فوٹو کراف کو منگواتے اور شائع کرتے جیسا کہ بکار پست لکھ کر مہ کا فوٹو کراف اہل حدیث نے شائع کیا ہے۔

دلیل دہم سب سے زیادہ واضح ہے۔ مولوی سید محمد زید حسین صاحب تذبہ ہندوستان میں موجود ہیں جو صاف اس توبہ نامہ کے انکار و لاعلمی ظاہر کر رہے ہیں۔
افسوس صد ہزار افسوس ان مسلمانوں پر جنہوں نے خاص کہ معطر (جہاں تمام دنیا کے مسلمان اپنے گناہوں سے توبہ کرنی اور خیرات و حسنات کرنے آتے ہیں) میں یہ جعل بنایا اور جو توبہ نامہ لکھا کہ ایک اتنی بزرگ پر تہمت لگانی نہ خدا سے خوف کیا نہ دنیا میں کاذب کہلاتے سے عار آئی۔ اور افسوس زیادہ افسوس ان سادہ لوح بزرگواروں پر جنہوں نے باوجود دیکھ کر رو بکار پست لکھ معطر و دیگر دلائل کذب توبہ نامہ کے بھی اس جعلی توبہ نامہ کو صحیح تصور کیا اور اب تک اسی پر اثر چلے جاتے ہیں خدا انکو عقل و بصافت دیوے۔ آمین

امچان متنافیہ

اڈیٹر صاحب اخبار مشیر قصبہ برائے پیر چہ نمبر ۲ جلد ۸ مطبوعہ جنوری میں فاضل ممدوح کو علماء حرم محترم و سلطان بروم کا توبہ میں کرنیوالا قرار دیتے ہیں اور قرآن و تفسیر کہ انہوں نے علماء حرم اور حاکم کو کہلا کہلا مشرک اور کافر اور ظالم قرار دیا۔
ادھر فاضل ممدوح فرماتے ہیں کہ ہم اور تمام اہل حدیث اس منہ میں شہداء اور شہید

رکھ کر (مکہ کی توہین کو کفر سمجھتے ہیں اور اسکی تعظیم کو جزا ایمان جانتے ہیں اور خود سلطان کی تعریف کرتے ہیں اور مخالفین (اڈیشہ مشیر قیصر اور انکے ہم خیال) کی نسبت فرماتے ہیں کہ یہ اہل مکہ کو رشوت لینے اور ظالمانہ کارروائی کرینیکا اتہام لگاتے ہیں جس سے خود حکام مکہ کی توہین لازم آتی ہے۔

اڈیشہ صاحب کو دعویٰ کی دلیا دیں ہیں سے فاضل مدوح کا ایک فقرہ ہے جس سے اڈیشہ صاحب نے توہین استنباط کی ہے ہم نہ اسکی اگلے پچھلے فقرات کے یہاں لکھتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ فاضل مدوح کا اس سے کیا مقصود ہے اور ان سے کیا سمجھا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ فاضل مدوح نے اشاعت السنۃ نمبر ۶ جلد ۶ صفحہ ۳۳۳ میں ایک مضمون اخباروں کے اڈیشہ روں کی نصیحت میں لکھا تھا کہ وہ مذہبی پیشہ چار نہ کیا کریں۔ اسکے ضمن میں مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب (جنکی نسبت اخباروں نے لکھا تھا کہ وہ مکہ میں بکچرے گئے) انکو زد و کوب ہوئی وغیرہ کے معاملہ کا ذکر کیا اور جو سلطنت روم و حاکم مکہ پر اڈیشہ روں نے اتہام لگائے لکھ کر نتیجہ میں صفحہ ۱۲۰ کی یہ عبارت ارقام فرمائی یہ لکھا جب عامہ اہل حدیث ان اخباروں کو پڑھ کر یہ یقین کر لیں گے کہ انکے مقتدا و پیشوا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے اہل مکہ نے یہ سلوک کیا ہے جو ان حضرات خیر خواہان مذہب خفی نے بیان کیا ہے تو وہ اہل مکہ کو مشرکین مکہ کی مثل یا مر دانیوں کی مثل یا زیدیوں کی مانند قرار دینگے۔ اور کتبہ شریف کے حج کو اس جو ر و تعدی و رفع امر کے سبب اپنی ذمہ سے ساقط سمجھ کر اس فرض اتفاقی کو ترک نہ کریں گے۔ اور جب وہ مذہب اہل حدیث کی نسبت ان حضرات کے یہ الفاظ سنیں گے کہ یہ مذہب جدید ہے یا محمد بن عبد اللہ لو حباب کی تجدید ہے تو انکو مقابلہ میں وہ چاروں ذراہب اور چاروں مصلوبوں کو موٹ و بدعت قرار نہ دیں گے۔ اور جب وہ اپنی اکابر علماء کی توہین کے الفاظ ان اخباروں میں پڑھیں گے تو وہ ازراہ حمیت جاہلیت حضرت امام ابو حنیفہ اور انکے ملائکہ کو (خدا انکو اپنی رحمت میں نہ لے) مصلواتین ترسے نہ سناں گے۔ اس جانب سے یہ باتیں وقوع میں نہ ہیں تو کیا جاہلانی (تقصید) جنکی خاطر یہ مضامین ان اخباروں میں درج ہوتے ہیں اس ختم غفیر مکہ کو یوں کو

(جبکہ تعداد ان ہی اخباروں میں اسٹی لاکہ بتلائی گئی ہے) دائرہ اسلام سے خارج اور معاہدہ
و مشاہدہ اسلام سے علیحدہ نہ کریں گے۔ اور درپے آنکھ قتل و انداز کے نہ ہونگے۔ اور یہ امور
خواہ کسی جانب سے واقع ہوں ترقی قومی کے مراعہ و منع نہیں ہونگے۔ اور موجب خلل نظام عام
و امن کا ذرا نام ازواج اصول سلطنت کے ہی مخالف ہے) قرار نہ پائیں گے۔
اس عبارت میں اڈیٹروں کی خوفناک کارروائی کے نتائج بتلائے گئے ہیں کہ الٰہی حدیث
ان اخباروں کو پڑھ کر ضعیف و غائب ارباب کے دشمن ہونگے اور حقیقت الٰہی حدیث کے۔ اگر اس
توہین مافی جاوید توہر و غریق کی توہین ہوئی جن سے خود ہی فاضل ممدوح کا دائرہ اسلام سے
خارج ہونا لازم آدیکھا اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی ادنیٰ فہم والا اپنی اور اپنے مفسدوں کی توہین
اپنی مہبت سے نہیں کرتا ہر فاضل ممدوح کیونکر کریں گے۔ اڈیٹر صاحب کو یہ خیال
نہ آیا کہ ہم لوگوں کی کارروائی کے بیان کرنے سے جب فاضل ممدوح سلطان روم و عیسوی
کی توہین کرنا ہوگی تو ہم لوگوں کا کیا حال ہوگا جسکی تحریرات کا یہ نتیجہ ہے۔
اتھین اڈیٹروں کے بیانات کے سچ ہونے کی شرط پر فاضل ممدوح صفحہ ۱۳ میں
یہ فرماتے ہیں: اگر یہ حالات و فضائل سچ ہیں تو تم سن لو کہ ایک نہ ایک جاں جو کچھ
حفظ امن کے لئے خاص مکہ شریف میں بھی انگریزی کانسل (جیسا کہ جدہ میں ہے) شعبین
ہوگا اور سلطان روم کی بدانتظامی شہرہ پکارا مسکارا سہا رعیب بھی روم کی راہ لے گا۔
فاضل ممدوح کو اس بیان سے بھی کوئی توہین سلطان روم کی نہیں پائی جاتی اگر ہے
تو انکی بدانتظامی کی ہر وہ بھی اڈیٹروں کی جانب سے جنہوں نے سلطنت روم کی بدانتظامی
کی شہرت کی ہر امداد سچ پوچھو تو اڈیٹر کیا اس سلطنت کی بدانتظامی کا دنیا میں کون قاتل
نہیں ہے اگر بدانتظامی نہ ہوتی تو انکی سلطنت شاہان غیر کیوں تقسیم کرتے اسی سال ص ۱۷
تجلیج حج سے اسی بدانتظامی کی وجہ سے محمد روم سے جس بدانتظامی کی تمام اخباروں میں
پکار تھی خود اخبار مشیدر قیصر میں بھی ہر اس بدانتظامی کی شکایت
نہیں ہے۔ اور حق پوچھو تو بدانتظامی بھی بادشاہوں میں کچھ تعجبات سے نہیں ہے۔ اکثر
سلاطین و شہان تہر کہ بعض ظلماء کے وقت میں بھی کہیں بدانتظامیاں ہوئی ہیں

اگر کانسل انگریزی کا سلطنت روم میں تعین ہوتا تو میں تصدیق کیا دوں تو جہد میں کانسل مقرر ہونے سے پیشتر ہی تو میں ہونے لگا کہ معظمہ میں تو نائب کانسل (ڈاکٹر عجب الزرق) اب بھی موجود ہے پس اس سے تو میں استنباط کرنا عجب ہے

اڈیٹر صاحب نے ایک دلیل تو میں سلطان روم کی اپنی اخبار مطبوعہ میں یہ پیش کی ہے کہ فاضل مروج فی جو بحث خلافت کی فرامی اور سلطان روم کو خلیفہ کھنا اور سے شرع شریف ناجائز ثابت کیا یہ سب غصہ وہی ہے کہ انکی مرثہ مولوی سید محمد نجیب صاحب مرحوم شریف میں مواخذہ ہوا اور نہ کچھ ضرورت بحث خلافت کی تھی بلکہ یہ بحث درمحل ہے "مگر ہمارے سمجھ میں یہہ وجہ جو اڈیٹر صاحب اس بحث کی فرماتے ہیں مطلق نہیں آتی ہے کیونکہ فاضل مروج اس مواخذہ (قید حوالہ نزد کوب وغیرہ) کا مطلق انکار کرتے ہیں اور اشاعت السنہ نمبر ۱ جلد ۲ کے صفحہ ۳۲ کی انہوں میں صاف فرماتے ہیں کہ کوئی دانا اور خیر خواہ سلطنت روم ایسا خیال نہیں کر سکتا کہ پاشا کہ فرامی منور علیا اور خیر خواہ پرنس گورنمنٹ سے ایسی سخت و ناجائز فرامت کی ہو اور قیاس میں بھی یہہ نہیں آتا ہے کہ محض بعض حضرات کی چٹلی کھانی سے (کہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلی میں) مواخذہ ہو حالانکہ مولانا موصوف کو ہمیشہ وابستہ سے انکار ہے۔ اور جو اصل وہابی نجدی مدعی نبوت و خارجی و شیعہ میں وہ ماروک ٹوک جج کریں پس عقلاً ہی ان یا انکی حاشیوں کی تکذیب ہوتی ہے۔ پس جب پاشا کہ کی نسبت اس زیادتی و مواخذہ کا فاضل مروج انکار کرتے ہیں تو سلطان روم سے کیوں غصہ ہو کر ان کی توہین کرینگے۔ اڈیٹر صاحب خود ہی مواخذہ کو مدعی میں اور خود ہی اس مواخذہ پر فاضل مروج کا عقیدہ ناجائز فرماتے ہیں مگر ان باتوں کا کچھ ثبوت نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک اس بحث خلافت کی اسوقت بہت بڑی ضرورت ہے۔ جسکے ثمرے فوائد ہیں۔

ضرورت بحث خلافت

اسوقت گورنمنٹ انگلشیہ کو مسلمانوں کے دشمنوں نے مسلمانوں کی طرف سے بدگمان کنیہ کو طرح طرح کے بے اصل خیالات دلائے ہیں۔ خصوصاً مسلمہ جہاد سے گورنمنٹ

مشیر قیصر

ذمار پر مبن اور ہندی کے اشتہار شاہدادان توہما کو اور بھی جاری رہا ہے۔ مشیر قیصر نے جو اسلام کا ترجمہ اردو زبان میں
 حسین بخت خلافت بھی ہے اور اڈیشن روم (جیسے نمبر اعظمہ مطہر العجائب وغیرہ)
 و غیر خوامان اسلام نو (جیسے سید اکبر حسین صاحب منصف علیگندہ جنہوں نے
 اخبار مشیر قیصر نمبر ۱۰ جلد ۱ مطبوعہ ۱۹۰۹ فروری ۱۹۱۰ء میں بخت خلافت ضمنہ کی ہے)
 یہی اس بحث کو چھیڑا ہے۔ تو اب اس سے بڑھ کر مسئلہ خلافت کو صحیح معنی بتلانے کا اور کو نفاذت
 آویگا۔ خصوصاً اشاعت السنہ (جو مغربی رسالہ ہے اور دینی و دنیوی اصلاحین مسلمانوں کی
 کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور بھی اسکا کام ہے) کو خاموش رہنا کب زیبا ہے۔

اس ایک مسئلہ خلافت کے بیان کی انتہا فواید ہیں

(۱) برٹش گورنمنٹ کا مسلمانوں پر اطمینان و بہرہ رسد رکھنا۔ جس سے صد مایوس لیکل فواید
 متصور ہیں۔ (۲) مسلمانوں کو برٹش کا زیادہ مطیع بنانا اسکی فواید بھی واقفان معاملات
 پولٹیکل پرنسپل نہیں ہیں۔ (۳) ہندی کے اشتہارات کا ہندوستان میں اثر کر دینا جسکی فواید
 رعایا ہند (مسلمان و اہل ہندو دونوں) کو گورنمنٹ کو بے شمار ہیں (۴) مسلمان اڈیشن اخبار
 (جس پر اڈیشن مشیر قیصر) کو اصل مسئلہ خلافت کا معلوم ہو جانا تاکہ اپنا فرض منصبی
 (امن و اتفاق وغیرہ) بخوبی ادا کر سکیں اسے جو قتال مسائل (جس پر سلطان روم کا
 شرعی حلیفہ اسلام قرار دینا جس سے مخالفت برٹش گورنمنٹ کے ہو جائیگا احتمال ہے)
 ناواقفی سے نہ دہر گشتین جھکا نتیجہ حکام و رعایا برٹش دونوں کے حق میں مضر ہو (۵)
 مشیر بلنٹ (جو ترقی و بہی خواہ اسلام ہیں اور بہبودی اسلام کر کام کرنے میں سعی
 ہیں) کی مخالفت سے لوگوں کو باز رکھنا جس سے اتفاق اہل اسلام و ترقی اسلام کی تدابیر
 (جس پر حیدر آباد میں علم عربی کا مدرسہ قائم کرنا وغیرہ) میں رخنہ اندازی نہ ہونی یا دوسرے
 انہیں سے ہر ایک فائدہ میں اور بھی بے شمار فواید ہیں جو ناظرین کو غور و تامل کرنے سے خود ظاہر ہو جائیگا
 پس اڈیشن صاحب کا اس بحث خلافت کو بے محل قرار دینا جیسا دوسرے محل ہے۔ پہر اس بحث سے
 سلطان روم و اہل مکہ کی توہین فاضل مسدوح کیونکہ ہو سکتی ہے۔ ایک دلیل اڈیشن صاحب

کی توہین سلطان کی نسبت یہ بھی ہے کہ فاضل ممدوح فرسلاطین عثمانیہ کا نسب نامہ جو لکھا اسکا کوئی تعلق نہ تھا اس میں عثمان اول کی نسبت لکھا ہے ”یہ شخص مصر ارمینہ کا رہنما الہتائے میں کہتا ہوں جبکہ خلیفہ کا قریش ہونا شرط ہے تو سلطان روم (جبکی خلافت کی بحث درپیش ہے) کا قریش نہ ہونا بغیر نسب نامہ لکھ کر ہو سکتا ہے کیونکہ ثابت ہوتا کیا عام اڈیٹر روم کی طرح فاضل ممدوح بھی بلا دلیل دعویٰ کو چھوڑ دیتے اور جبکہ اکثر نادان افقون کو سلطنت عثمانیہ سے حضرت خلیفہ ثالث کو نام کا اشتباہ ہوتا ہے تو اس عثمان ترک کا ذکر کیوں نہ کرتے۔ اور اگر تاریخ نظم الملک سے عثمان اول کا صحرا ارمینہ کا باشندہ ہونیکو نقل کیا تو اس میں کیا توہین ہوئی خود اڈیٹر صاحب اسی ہم۔ منی کے اخبار میں فرماتے ہیں گوئی بادشاہ ایسا نہیں کہ ابتدائی دنیا سے اس کے خاندان میں سلطنت رہی ہو یہی کیفیت تمام خاندانوں کی ہے۔ ”یہ حجب یہ حال ہے تو سلطان کی توہین اس سے کیونکر ہوئی۔ اگر نسب نامہ کسی تواریخ سے بغور نقل کرنا توہین خیال کیا جاوے۔ تو خود اڈیٹر صاحب نے ہی اسی توہین کو اپنی اخبار میں نقل کر دیا اڈیٹر صاحب اس الزام سے کب بری ہو سکتے ہیں اور مورخوں پر تو اڈیٹر صاحب کی طرف سے یہ ایسا جرم لگایا گیا کہ گوئی حجب پارہ نہیں چھ سکتا۔ بلکہ ہر موزع بقول اڈیٹر صاحب گالیان کہا نیکیا مستحق ہے کیونکہ اڈیٹر صاحب نے جو گالیان فاضل ممدوح کو دین تو بقول اڈیٹر صاحب بغرض اسی توہین سلطان روم (جو ترجمہ اڈیٹر صاحب فاضل ممدوح سے سرزد ہوئی) چنانچہ اپنی ۴۰ منی کی اخبار میں گالیان دینے کا بھی عند کیا ہے۔ اور نسب نامہ لکھنا خود توہین قرار دے چکے ہیں۔ پس اگر ہر موزع کو ہر شخص گالیان دینے کا مستحق نہیں ہے تو جس موزع نے جسکا نسب نامہ لکھا ہو گا وہ تو بہر حال بقول اڈیٹر صاحب گالیان دے سکتا ہے پس دعویٰ اڈیٹر صاحب کا بالکل بے اصل ثابت ہوا اب دعویٰ فاضل ممدوح کا کہ ہم اور تمام اہل حدیث یکہ معظفہ کی توہین کو کفر سمجھتے ہیں بسبب نقل کرنا اس مضمون کے آیات و احادیث کے اشاعت السنہ کے صفحہ ۹۳ میں قابل قبول ہے۔ اور قیاس ہی یہی چاہتا ہے کہ جبکہ یہ لوگ اہل حدیث ہیں تو خلاف حدیث یکہ معظفہ کی توہین کب جائز سمجھتے ہوں گے اور فاضل ممدوح فرسلاطین روم کی تعریف اشاعت السنہ نمبر ۱۰ جلد ۴ کے صفحہ ۹۲ میں اس طرح کی ہے۔ سلطنت روم ہمارا فقر ہے اور سلطان روم

ہماری عزت کیونکہ سلطنت اسلامی سلطنت سوا اور سلطان ایک اسلامی بادشاہ۔ اور جو فاضل
مدرسہ خراسانیہ مخالفین کی نسبت فرمایا کہ انہوں نے اہل کدورہ شہی اور ظالم قرار دیا ہے جس سے
توہین اہل کہ لازم آتی ہے اگرچہ یہ ہمراہی ہے کیونکہ اخبار شیر قیصر و نور الانوار و مطہر العجایب
و غیرہ میں مولوی سید محمد تقی حسین صاحب پر طعن کرنا اور انکار و سپرد کیرا سنی یا مالک و ہا
جس سے توہین حکام کہ لازم آتی ہے مگر یہ توہین اہل کہ ان لوگوں سے یہ نیت صادر نہیں ہوئی
اور جب تک توہین قصہ نہ کیجیے توہین نہیں ہو سکتی بلکہ ان لوگوں نے اہل حدیث کی
ضد میں بلا تحقیق باتیں بغیر سبب سے جو کہہ رہے ہیں غور کرتے تو کہیں یہ باتیں نہ کہتے۔ لہذا
ہمارے نزدیک یہ لوگ بھی توہین اہل کہ سے بری نہیں۔

اس بحث کے متعلق ضروری مسائل

مسئلہ توہین کہ معطلہ کفر ہے۔ مسئلہ اہل کہ سے ظلم زیادتی و دیگر کیا یہ دوسرے ملک
والوں کی طرح صادر ہونا ممکن ہے۔ مسئلہ اہل کہ بھی گناہ کے کر نیسے دوسرے ملک والوں
کی طرح گناہ کا مرتکب ہیں۔ مسئلہ حدود و قصاص اہل کہ پر بھی دوسرے ملک والوں کی طرح
جاری ہوتے ہیں۔ مسئلہ اہل کہ کی توہین کرنا کہ کی توہین نہیں ہے بلکہ اور ملک کے ساکنین
کی طرح ہے۔ مسئلہ اہل کہ دال میں سے محبت رکھنا سبب اوکھ تقویٰ شکاری و خدائی
و بیوقوفی مرسلہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتر ہے مگر جو انہیں فاسق و فاجر جو نے ظالم رہنمائی
ہیں انہیں دشمنی رکھنا بھی جزو ایمان ہے۔ جب اللہ و نبض اللہ کے یہ نہیں ہیں۔ مسئلہ
خوشامد ہے جو پٹی تعریفین کرنا اہل کہ یا سلطان روم کی ایسی ہی حسد ام ہے جیسا کہ
اورون کی۔

امتیاز متنازعہ

فاضل لاہوری نے اشاعت السنہ تیرا جلد دومین دعویٰ کیا ہے کہ اوشیر قیصر نے
اپنے اخبار نمبر ۱۱ جلد ۱۱ مطبوعہ جنوری ۱۳۳۷ء میں ہکد ایک درجن گالیان دیں۔ اور
اوشیر صاحب نے اپنے اخبار نمبر ۱۱ جلد ۱۱ میں فرمایا کہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر لاہوری صاحب

ایک دشنام بھی ہمارے سپریم کمال میں تو ہم ایک ہزار روپہ دیتے ہیں۔
اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ فاضل مدوح کا دعویٰ صحیح ہے یا ڈیٹر صاحب کا گالیان سیر
سے انکار صحیح ہے۔

فاضل مدوح نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اسی اخبار سے بجائے بارہ گالیان کے
پندرہ بقید صفحہ سطر لکیتہ مرتب کر کے اپنے استاد الٹ نہ نمبرم جلد میں طبع فرمایا۔ اور طرفہ
یہ کہ ڈیٹر صاحب نے جس اخبار مشیر میں گالیون سرانکار کیا تھا وہ میں ہی تیرہ گالیان
اور موجود تھیں جسکی دوسری فہرست لکھ کر فاضل مدوح نے قبلا دی۔

فاضل مدوح نے ان دشناموں کو دشنام نہ دینے پر تین دلیلیں پیش کی ہیں
اول دلیل میں خود ڈیٹر صاحب کو منصف بنا کر فرمایا ہے کہ اگر آپ انکو دشنام مانتے ہیں۔
تو فیصلہ ہو گیا ورنہ ہکو اجازت دیجئے کہ یہ الفاظ ہم آپ کے حق میں لکھا کریں۔ دلیل دوم
میں فرماتے ہیں بشہادت شریعت یا عرف یا قانون جب کو آپ مستند سمجھیں عدالت میں
ان الفاظ کی تحقیق ہو جاوے۔

دلیل سوم اخبار مشیر قیس نہم جلد ۱۵۔ اپریل ۱۹۷۷ء میں اخبار مشیر
کے الفاظ (جو ان دشنامی الفاظ سے کم اور بعض مساوی ہیں) کو گالیان قرار دیا اور
اسکو ڈیٹر کو تہذیب و شرافت سے علیحدہ کیا ہے آپ کہ الفاظ جو ان الفاظ سے بڑے ہیں
کیونکہ دشنام قرار نہ پائیگی۔

ڈیٹر صاحب نے جواب میں الفاظ۔ ہٹ دہری۔ خلاف دیانت۔ آپسچ انصاف و ایماندار
کو دیکھو جس سے بے انصافی و جریانی مراد ہے۔ وقت لو بھم فرض۔ الزہ کو قانون کے
شان میں وارد ہے۔ شامت اعمال۔ کفر ہانکنا۔ خرافات کو گالی نہیں مانا۔ اور دوسرے الفاظ
گالیون سے سکوت فرمایا۔ اور دلیل اول کے دوسرے فقرہ کا جواب نہ دیا۔ لیکن جبکہ ڈیٹر صاحب
کے نزدیک یہ الفاظ گالیان نہیں ہیں تو ڈیٹر صاحب کی طرف سے ایسے الفاظ لکھنے کی ڈیٹر صاحب
کے شان میں سب کو اجازت ہے کہ فاضل مدوح اپنی تہذیب و شائستگی سے ایسے الفاظ
ڈیٹر صاحب کی شان میں تحریر نہ فرمادیں مگر دوسرے لوگ خصوصاً ڈیٹر ان اخبار

کتاب کبیل کیلئے اڈیٹر صاحب کو مضامین کہنا مشکل پڑ جائیگا۔

فاضل مدوح کہ دو سترویں کے دلیل کے جواب میں اڈیٹر صاحب قاصر ہیں۔
ہمارے نزدیک یہ الفاظ بیشک خلاف تہذیب ہیں اڈیٹر صاحب ایسے الفاظ بلکہ ان سے
کچھ نرم الفاظ کو بمقابلہ انجیل میں لکھنے والی باتیں پس باقراف اڈیٹر صاحب
یہ الفاظ گالیان ہیں۔ معلوم نہیں کہ اڈیٹر صاحب کس درجہ کی نازک طبع و سلطان وقت
ہیں کہ اپنے ناک پر بھی بیٹھیں نہیں دیتی انکی نسبت کسی نئی ادبی بات بھی کہی کہ تو میں ہوسے
شرافت و تہذیب سے علیحدہ ہوا۔ مگر یہ جب کی نسبت جو چاہیں بلا تامل لکھ ڈالیں یہ مسلمان کی
شان کا خیال کریں نہ بزرگان دین کا لحاظ فرماویں۔

اڈیٹر صاحب نے اپنے اخبار مطبوعہ ۱۔ جنوری ۱۹۸۲ء کے صفحہ ۲۷ کے
دوسرے کالم میں اشاعت السنہ نمبر ۱ جلد ۱ کی نسبت فرمایا ہے کہ یہ رسالہ سب دشتہم سے
بہر ہے۔ اس امر کے ثبوت میں اڈیٹر صاحب نے اس رسالہ میں سے ایک ہی لفظ دشتنام کا
نہ نکالا باوجودیکہ فاضل مدوح نے اشاعت السنہ نمبر ۱ جلد ۱ کے صفحہ ۵۲ کے نوٹ پر انجام کا
وعدہ ہی کیا تھا مگر آپ نے بجائے اس رسالہ کی اشاعت السنہ نمبر ۱ جلد ۱ سے لفظ ہٹ دھرمی
کا نکالا مگر دعویٰ اڈیٹر صاحب کا اسوقت صحیح ہوتا جبکہ جس رسالہ کو سب دشتہم سے بہر ہوا فرمایا تھا
اس میں ایک لفظ بھی نکالتے۔ جہاں سے اس لفظ کو اڈیٹر صاحب نے بطور الزامی جبراً نقل
کیا ہے اس جگہ یہ لفظ فاضل مدوح نے ایسی موقع پر لکھا ہے کہ ہرگز اس کے کوئی دشتنام نہیں
کہہ سکتا کیونکہ کوئی شخص خاص اسکا مخاطب نہیں ہے فاضل مدوح نے ایسی کوکون کو جو قرآن
و حدیث کے مطالب (جیسے مضمون ترقی معکوس مسلمانوں کی خوفناک حالت وغیرہ) سے
خود الکار کرتے ہیں ہٹ دھرم فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ”جو لوگ اسکی بعض مضامین کو اس
روش مصلحت کے مخالف سمجھتے ہیں یہ انکی نا فہمی یا ہٹ دھرمی ہے۔ پس اس جگہ پر لفظ
ہٹ دھرمی کو کون گالی کہہ سکتا ہے۔ قرآن و حدیث کا منکر کافر شرک کر نیوالا شریک بعت کر نیوالا
برعتی حق کو نہ ماننے والا ہٹ دھرم کہلاتا ہے مگر جب تک کہ کسی کو مخاطب کر کے (جیسے کہ اڈیٹر
شیر نے فاضل مدوح کو مخاطب ٹھہرایا) کافر برعتی فاسق ہٹ دھرم نہ کہے گالی کیونکہ

جو سکتی ہے پس یہ لفظ ہٹ دہری کا ہرگز اڈیٹر صاحب کے الفاظ کی سادہ نہیں ہے جیسے اڈیٹر صاحب نا حق اسکو الزامی جواب سبھکہ اپنی دور قلم پر ناز کرتے ہیں یہ تو کمال درجہ کا ضعف قلم ہے۔ خلاصہ یہ کہ خلاف تہذیب الفاظ کا اڈیٹر صاحب کی تحریرات میں باعتراف اڈیٹر صاحب ہونا ثابت ہے جو ایک لائق اڈیٹر صاحب سے صادر ہونا نہایت عجیب ہے اور اس پر عذرات اڈیٹر صاحب کے جو خلاف اور بے اصل ہیں قابل سماعت کے نہیں۔

اشتم متنار فی حد

فاضل مروج سلطان روم کو مسلمانان ہند کا ایسا خلیفہ جو احادیث میں وارد ہوا ہے نہیں تسلیم کرتے۔ یہ امر حقیقت میں متفق علیہ ہے دو نون صاحبوں میں کچھ بہت متاثر نہیں ہے حال اسکا یہ ہے کہ فاضل مروج نے اشاعت السنہ نمبر ۱۲ جلد ۱ و نمبر ۱ جلد ۲ میں دعویٰ کیا ہے کہ سلطان کو شرعی خلیفہ ماننے سے احادیث مانع ہیں کیونکہ علاوہ دیگر شروط خلافت کے ایک شرط قریش کا ہونا ہی ہے جو بالاتفاق سلطان روم میں پایا نہیں جاتا۔ احادیث جنہیں قریش کی شرط ہر کتب احادیث سے نقل کی ہیں اور شرح مواقف و شرح صحیح مسلم و دی و عون الباری شرح صحیح بخاری و کئی اپنی توافقی راہ پر نقل کر کے صفحہ ۳۸۰ میں لکھا ہے اس بیان سے (جسکا خلاف کسی چوٹی یا ثربی اسلامی کتاب میں نہ پاؤ گی) صاف ثابت ہے کہ بالاتفاق مسلمانان ہند زشیہ سنی ال حدیث ال تعلیق حنفی شافعی وغیرہ و دیگر سو اہلک ہند میں کسی کا نام و نشان نہیں) امام یا خلیفہ وقت کا قریش ہونا شرط خلافت ہے پس فاضل مروج اسی خلافت سے جو احادیث میں وارد ہے بحق سلطان روم منکر ہیں پس کوئی اگر اپنے محاورہ میں سلطان روم یا اور کسی نواب و بادشاہ کو خلیفہ یا امیر وغیرہ لکھ کر تو اس سے فاضل مروج کو انکار نہیں چاہیے اشاعت السنہ نمبر ۱ جلد ۱ کے صفحہ ۱۹ میں بحسب محاورہ جدید ایسم (جو بمعنی خلیفہ مستعمل ہے) فرما رہے ہیں۔ ہماری دانست میں اس خلافت کا سلطان روم میں از سلف تا خلف کوئی بھی قابل نہیں ہے۔ سیر بلنت۔ سید اکبر علی صاحب منصف علیگڑہ اڈیٹر انیسٹریٹ مظفر العجایب وغیرہ کا

کا قابل نہ ہونا انکی تجربیات سے ظاہر ہے۔ خود اڈیٹر صاحب شیعہ قیصر ہی اس
 خلافت سلطان روم کے قابل نہیں ہیں چنانچہ اپنی ۲۰۰ مئی ۱۳۱۱ء کے اخبار
 میں فراتر مین "اذاک سلطان روم کی خلافت و خلافت شیعہ کی جتنی تعین لفظوں اور احادیث
 اندر ماحول ملے علیہ وسلم ثلثون سنتہ ولیدہ ملک و امارۃ مین صرف ۳۰ سال ہے
 لیکن خلیفہ کے اربعہ کی خلافت کے بعد کوئی بادشاہ یا امیر خلیفہ نہیں کہہ سکتا" اس سے ظاہر ہے کہ
 اڈیٹر صاحب بھی تب تک حدیث نبوی سلطان روم کو خلیفہ نہیں کہتے۔ البتہ یہ ممکن ہے
 کہ کوئی امیر خود اپنے آپ کو یا کسی عقیدت مند رعایا وغیرہ کو مجازاً خلیفہ کہے۔ مگر ایسا خلیفہ
 فاضل مروج کی بحث سے خارج ہے اس میں آنکو کچھ تنازعہ نہیں اس سے ظاہر ہوا کہ اس مسئلہ
 خلافت میں ہر دو حضرات کا اتفاق ہے لیکن چونکہ اڈیٹر صاحب کو ایک عرصہ دراز سے یہی
 تحریرات جانین کے ضد دیکھ آگئی ہے لہذا فاضل کی حق و باطل بات پر بھی
 بے محل و بیجا مخالفت فراتر مین جتنی وجہ سے اڈیٹر صاحب کو ایسا دعویٰ کرنا پڑتا ہے
 جو خلاف ہو اور ظاہر ہے کہ ایسے دعویٰ پر دلیل کہاں تک قرن دعویٰ ہوگی ہم بعض اس
 قسم کے اڈیٹر صاحب کے دعاوی کا ذکر کرتے ہیں۔ (۱) اڈیٹر صاحب
 نے اسی مقام پر خلافت سلطان روم کا دعویٰ اس دلیل سے کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں
 جس حالت میں کہ تمام کتب تواریخ خلیفہ اور خلافت کے لقب سے ہرے پھرے میں تو سلطان روم
 کی خلافت بدرجہ اولیٰ واجب تسلیم ہوگی" اڈیٹر صاحب فرماؤ تو یہاں پر تمام سنت جماعت
 اور احادیث نبوی کے خلاف دعویٰ خلافت فرمایا اور دلیل بمقابلہ احادیث نبویہ و اجماع علماء کرام
 کتب تواریخ کے لائے حالانکہ بقول اڈیٹر صاحب مورخین نے ہی مجازاً خلیفہ کہا ہے چنانچہ خود اڈیٹر صاحب
 فرماتے ہیں "علی الخصوص بنی امیہ و عباسیہ کو مجازاً خلیفہ کہتے ہیں" پس ہم کسی مسلمان
 میں ایسی جرات نہیں پاتے ہیں جو تواریخوں سے اجماع امت و احادیث نبویہ کو رد کرے اڈیٹر صاحب
 خود تواریخوں کو بے اصل سمجھتے ہیں چنانچہ بحث مجدد فاضل مروج کے جواب میں تواریخوں کو
 بے اعتبار ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ بحث مجدد میں تواریخ کسی حدیث و اجماع امت کے خلاف نہیں
 بلکہ صدق تہی مجدد دن کا عدم وجود نام و نشان بخیر تسلیم تواریخ ممکن نہ تھا۔ احادیث

تسلسلہ میں تو مجددوں کی تواریخ ہو نہیں سکتی پھر اگر تواریخ قابل تسلیم نہ ہو کرے تو یہاں
 زمانہ آئندہ میں کسی اڈیٹر صاحب کا وجود بھی ثابت نہ ہو۔ پس جہاں تواریخ کی ضرورت تھی وہاں
 تو اڈیٹر صاحب کو خدا اذکار کرنا پڑا اور جہاں تواریخ بسبب مخالفت احادیث نبوی و اجماع امت
 قابل رد تھی وہاں تسلیم کرنا پڑا بلکہ اوسکو دلیل نہیں رہا پڑا اور نہ اسے خلاف دعویٰ پر دلیل کہاں
 ملتی۔ افسوس ہے کہ اس شخص ایک عاقل بھی ایسا ہو جاتا ہے۔ (۳۷) اڈیٹر صاحب کا اسی قسم
 کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ سبب مخالفت مذہبی نہیں ہے اور نہ اس سے سرکار انگریزی کو کچھ ضرر کار
 ہے۔ ہم نہیں جانتے ہمارے عاقل و لائق اڈیٹر صاحب کو کیا ہو گیا ہے کہ بحث خلافت کو (جو کہ متب
 احادیث و دیگر مذہبی کتابوں میں ہے) مذہبی نہیں قرار دے معلوم کہ مذہبی مسئلہ اور کیسا ہوتا ہے۔
 دینیہ جہاد مسلمانوں کا مذہبی مسئلہ ہے جو بغیر خلیفہ و امام وقت ہو نہیں سکتا تو علاوہ مذہبی
 مسئلہ ہونیکے گورنمنٹ کو اس بحث سے سب سے زیادہ تعلق ہے سرکار نہ ہوا کیا معنی۔ اڈیٹر صاحب
 نے مخالفت و ضد فاضل مجموعہ میں گورنمنٹ کی مخالفت۔ ملک کی بے امنی۔ مسلمانوں میں نا اتفاقی
 اہل مناظرہ کی ہنسی۔ اہل علموں کی انگشت نمائی۔ مہذبین کی نام دہرائی کا مطلق خیال نہ فرمایا۔
 یہ سب بوجہ ضد ہے اور نہ ہمارے اڈیٹر صاحب ماشاء اللہ فن اڈیٹری میں لائق ہیں۔
 ان سے ایسی باتوں کا صادر ہونا تعجبات سے ہے۔ اس ضد فی اڈیٹر صاحب کو
 بہت سے خلاف واقعہ امور کے اظہار پر مجبور کیا۔
 ازان جلد (علم) انجبار مشیر مطبوعہ ۱۸۸۷ء کے صفحہ ۱۸۷ کے نوٹ میں اڈیٹر صاحب
 فرماتے ہیں یہ امر (انکار خلافت سلطان روم) کہ دریا مسلمانوں اور خود سلطان المعظم
 کی دشمنی کا باعث ہے یہ فی الحقیقت خلاف واقعہ ہے جبکہ خلیفہ کا قریش ہونا بالاجل شرط ہے
 تو یہ یہ بحث پھر اڈیٹر صاحب کے اوکس مسلمان کی دشمنی کا باعث ہو گی۔ ہمارے نزدیک
 جو دعویٰ اسلام رکھتا ہو گا (کہ دریا مسلمان ہوں یا سلطان المعظم) وہ ان احادیث خلافت
 کو ذور تسلیم کر لیا۔ اڈیٹر صاحب جو ان احادیث کو نہیں مانتے اسکا سبب مخالفت فاضل مجموعہ
 ہے ورنہ حدیثوں سے تو انکو بھی انکار نہیں ہے۔ (۳۷) مشیر قیصر مطبوعہ ۱۸۸۷ء۔ جنوری میں اڈیٹر
 صاحب اہل حدیث کو مجددوں سے نکالنے کی تجویز کرکے یہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ مسجد و مینار

نازکے جیلہ سے آکر ابو حنیفہ کو برا کہتے ہیں اپنا مذہب پہناتے ہیں آمین بالجہد و رفع یدین اخراج کا سبب نہیں ہے ورنہ شافعیہ کو بھی نکالتے۔

یہ وجہ اڈیٹر صاحب کی بالکل مشابہہ کے خلاف ہے۔ منہ اسکا خلاف بارہا پیش ہم خود دیکھو بالکل آجکل ایک شخص متبع سنت مسمیٰ عبدالرحمن کہوڑی میں مقیم ہے نہ وہ ابو حنیفہ کو گالیوں دیتا ہے اور نہ اپنا مذہب پہناتا ہے کیونکہ عالم نہیں ہے محض عامی ہے لیکن یہاں کہ حنیفہ اوسکی آمین بالجہد کے نغمے میں اور مار پیٹ پرستند میں ایک صاحب مسمیٰ ہدایت علی تو مسجد ہی میں نہیں آتے تاکہ آمین کی آواز نہ سنائی پڑے متبع سنت کی عدم موجودگی میں لوگوں سے دریافت کر کے مسجد میں آتے ہیں اگر ہماری تحریر پر اعتبار نہ ہو تو ہم اس واقعہ کو حلقہ کہتے ہیں۔ یاد دہانی لوگوں سے دریافت کر لیں۔ اس طرح ایک خاص مدینہ منورہ کا رہنے والا شافعی آیا اسکا بھی ان نے پیچھا لیا ایک صاحب نے فرمایا اسکو کچھ سنت دہیہ آمین چلا کر کہتا ہے ضرور وہابی ہوگا۔ حق یہ ہے جو شخص مذہب خفی نہ رکھتا ہو اہل عبادت ہو یا شافعی وغیرہ اسکو متعصبین خفیہ وہابی لا مذہب وغیرہ کہیں گے۔ خود اڈیٹر صاحب اپنی اخبار مطبوعہ ۸ جنوری ۱۹۸۷ء میں تحریر فرمایا کہ کاحال تحریر فرماؤں میں "اگر کوئی شخص مذہب خفی نہ رکھتا ہے تو لا مذہب ہو کر سنا پاتا ہے۔" یہہ کارروائی مکہ کی خفیہ کے اڈیٹر صاحب فرماتے ہیں دوسری جگہ کے خفیہ دن کا کیا حال ہوگا اس سے ظاہر ہے کہ تو ہمیں امام ابو حنیفہؒ وغیرہ کے الزام صرف برائے نام لگائی جاتے ہیں حقیقت میں سبب یہی ہے جو اڈیٹر صاحب نے ارقام فرمایا۔ واضح ہو کہ اس خلاف واقعہ امر کا جواب مولوی محمد سعید صاحب بنارس کی اپنی کتاب ہدایت القربان میں لکھا ہے اڈیٹر صاحب ضرور اس کتاب کو طلب کر کے ملاحظہ فرماویں کیونکہ وہ جواب بلار و در عایت آزادانہ ہے اسواطرح ہم اپنے غنایت فراکی محبت و مروت کے لحاظ سے نقل نہیں کر سکتے البتہ ہم اڈیٹر صاحب کو مبارک دیتے ہیں کہ اب بڑی بڑی علماء وقت اپنی کتابوں کو آپ کے ذکر خیر سے رونق دیتی ہیں۔ اگر یہی چیز چہاڑ مذہبی اڈیٹر صاحب کچھ دنوں جاری رکھیں گے تو مستقل رسالہ انکی خدمت گذاری میں تصنیف ہوا کریں گے۔ (۵) اڈیٹر صاحب کا قول ہے ابو حنیفہ کو شاگرد نذیر حسین صاحب گالیوں دینے لگے "یہہ بھی خلاف ہے۔ (۶) اڈیٹر۔ تقلید انبیائے

احتیاطی کی "انہیاسی" تعلیق نہیں کرتا۔ اس کے خلاف ہے۔ (۸) تعلیق دامنہ اربعہ کے
 اہل حدیث منکر ہیں محض غلط ہے اہل حدیث تعلیق ایک ہی امام کے منکر ہیں نہ مطلق تعلیق
 کے (۸) نذیر چمن صاحب کعبہ میں لاندہ بی بی پیلانے کے "خلاف ہے" (۹) نذیر حیدر
 صاحب نے قویہ نامہ میں اپنے تئیں وہابی لاندہ بی بی لکھا ہے "جلی میں بی بی نہیں لکھا گیا" (۱۰) اکوئی
 اہل اسلام اور دلولی اڈیٹر غلط خبریں نہیں شائع کرتا "مدا خبریں غلط ہوتی ہیں جنکی یہ
 تصحیح ہوتی ہے۔ اسی ہے احتیاطی سے اخبار جو شے مشہور ہو گئی۔ اسی بحث میں کتنی باتیں آپ کی
 اخبار کی بے اصل ثابت ہوئیں۔ (۱۱) مسلمان اڈیٹر بجز ثقات اور مشہور سیرت اور پتھر
 لوگوں کے کوئی خبر درج اخبار نہیں کرتے" اس قسم کے کار سپانڈیٹوں کا وجود قریب قریب
 ممالک سے ہے اس قید سے اخبار کا چلنا شکل ہے۔ (۱۲) فاضل لاہوری نے لاہور میں خود
 درخواست احمدہ قضائے کے لئے "محض غلط ہے۔ اڈیٹر صاحب کو اس ضد
 نے بہت سی غلط فہمیوں کا یہی مرکب بنایا۔ اڑان جلد۔ (۱۳) اڈیٹر صاحب اپنے
 متعدد پرچوں میں اہل حدیث خصوصاً فاضل مدوح کو ابو حنیفہ کا توہین کرنے والا لکھا
 اور دلیل یہ ہے کہ فاضل مدوح نے ابو حنیفہ کا قلیل الحدیث ہونا لکھا ہے یہ اس بنا پر جو موہنہ
 میں آیا ہے اہلک لکھوالا۔ حقیقت میں یہ بی بی غلط فہمی ہے فاضل مدوح نے قلت حدیث
 کا توکر حمایت میں ابو حنیفہ کے لکھا ہے جبکہ منہ الفین امام صاحب انکس قلت حدیث کو سبب
 کسر شان تصور کرتے تھے تو ان کے جواب میں فاضل مدوح کو ثابت کرنا چاہئے کہ قلت حدیث
 موجب کسر شان نہیں نہ یہ کہ قلت حدیث (وجود واقعی امر ہے) اس سے انکار کر جانا آیا
 جواب تو تعصبین کا ہوا کرتا ہے جسکو کوئی ال انصاف تسلیم نہیں کرتا۔ کوئی ہمارے پیغمبر خدا
 صلعم کو اتنی ہونے سے توہین کرتا تو ہم کو کب مناسب ہے کہ ہم اتنی ہونے سے انکار کر پھیر
 بلکہ ہم کو اتنی لقب تو تسلیم کرنا چاہئے کہ آپ اگرچہ لکھنویہ نہیں سکتے تھے مگر تمام دیس میں
 جو علم اب راجح بن تہمہ آپ کے علم کا ہیں۔ ہزاروں علماء نے آپ کے علم کی
 شرح کرنا چاہا مگر کسی نے انتہاء نہ پائی۔ (۱۴) بحث انکار سلطان روم میں اڈیٹر صاحب
 نے فاضل مدوح کو خوشامدی کہا یہ غلط فہمی ہے بادشاہوں کی تعریف کرنا خوشامد

ہوتا ہے۔ پس اثبات خلافت واسے خوشامدی ہو سکتی ہیں نہ انکار والی (۱۵) انواں صاحب
والی ریاست بہوپال کے شعر **مقلد تا خراب بادہ آرا پرستی شد**۔ بکوئی آشنایان نہیں
بیگانہ سے آید۔ میں غلط فہمی کر کے منصفین خفیہ کو بھی ایسے مقلدون میں شامل کر دیا حالانکہ
یہ سنت کے دشمنوں کا رویہ ہے۔ (۱۶) مولانا سید محمد حسین صاحب پرکھ مضمون میں طرح
کی ازیتیں موزا بیان کر کے ان ازیتوں پر انکی توہین و تذلیل کرتے ہیں حالانکہ یہ غلط فہمی پر
صدائے بزرگان دین کو لوگوں نے ازیتیں پہنچائیں مگر کوئی دلیل نہیں ہوا۔ خود ابو خفیف قتیق
میں ہی انتقال فرما کر۔ کیا اڈیٹر صاحب کو نزدیک امام صاحب (خدا خواستہ باشد) بھی دلیل
و جواب تھے آپ حنفی ہو کر اپنے امام کی نسبت ایسا اعتقاد رکھ سکتے ہیں؟ اس ضد نے
فاضل ممدوح سے اڈیٹر صاحب کو بیجا مخالفت اور نکتہ چینی پر مجبور کیا حالانکہ یہ
کوئی مردانگی نہیں ہے اڈیٹر صاحب نے خود اپنے اخبار نمبر ۴ جلد ۲ مطبوعہ ۱۳ جون کے صفحہ
کالم کے کی آخر میں فرمایا ہے: ”یوں تو ایک عمدہ سے عمدہ فقرہ پڑھتے چینی ہو کر شامی
چڑھ سکتے ہیں“ اس قسم کی بیجا نکتہ چینی اڈیٹر صاحب نے بہت سی کی ہیں منجملہ اذیتوں (۱۷)
اشاعت السنہ نمبر اول جلد ہفتم معمول سے تین ماہ بعد نکلا۔ حالانکہ اشاعت السنہ کی دیرین
نکلنے کے وجوہات پر (جو اشاعت السنہ نمبر ۱۰) جلد ۲۶ میں موجود ہیں) توجہ نہ فرمائی اور نہ
یہ خیال کیا کہ یہ کوئی ملکی اخبار نہیں ہے جو دیر میں نکلنے سے بے لطف ہو جائے یہ تو مذہبی
رسالہ ہے جو کہہ ہی بے مزہ نہیں ہو سکتا۔ اس ضد کا بڑا ہوا اس نو اڈیٹر صاحب سے
بزرگان دین کی بہت توہین کرائی منجملہ اذیتوں (۱۸) مولانا سید محمد حسین صاحب
کی مذمت میں شعر تصنیف فرمایا اور وہابیوں کا کہو لاف و غیرہ الفاظ تو تکیہ کلام ہو گیا ہے
اور خود ہی سب باب المؤمن منوق فرماتے ہیں اس سے محض دشمنی فاضل ممدوح کی منظور
تھی ورنہ تو مولانا ممدوح نے حنفیوں کی مذمت کی نہ امام صاحب کو بڑا کہا خود اڈیٹر صاحب
بھی مولانا ممدوح کو اچھا سمجھتے تھے۔ اس ضد نے اڈیٹر صاحب سے نا انصافی
بھی حد سے زیادہ کرائی۔ از منجلہ (۱۹) اپنا ہر دعویٰ تو بلا دلیل چھوڑتے جاتے ہیں
حتیٰ کہ فاضل ممدوح اور انکی ہفتہ جون کو مقلد عبد الواب کا فرماتے ہیں کہ جب انہی کی دلیل
سے فاضل ممدوح نے حنفیوں کو مقلد عبد الواب کا کہا تو انکے دلیل طلب کرنے

سابقہ صفحہ کی نسبت تصدیق
۲۳۸
نہایت جلد

اور یہ نہ جانا کہ اسی دلیل سے فاضل مدوح فرما کہ عید الواب کا مقلد بنایا جس دلیل سے
فاضل مدوح کہتا یا تھا۔ اس ضد نے اٹوٹیر صاحب کو اصول و قیام نگاری کا
بھی مخالف بنایا۔ چنانچہ (۲۰) مولانا سید محمد زبیر حسین صاحب کی نسبت بالتحقیق
موصی غلط خبریں طبع کر دیں اور جب ان خبروں کی تکذیب بدلائل ہو گئی اور رد و بکار پست اور کم کا
نو تو کراف آگیا تو وہی اپنی خبروں کی تکذیب کی اور نہ رد و بکار مذکور کی نقل کی۔ یہ امر اصول قائم
نگاری کے بالکل مخالف ہے۔ (۲۱) وکیل احمد صاحب کی خلاف تہذیب تحریرات
درج اخبار سرسہ رائیں مگر ان کا جواب از جانب فاضل مدوح جو ہند بانیہ تھا باجرت ہی اور سکو
اپنے اخبار میں نہ طبع فرمایا۔ یہ نہ بلا کا تہذیب اور خلاف اصول و قیام نگاری ہے۔ (۲۲)
عزت علی گورکھ پوری کی مفسدانہ و غیر ہندیانہ تحریر کو اپنی اخبار مطبوعہ ۲۰ جون ۱۹۲۲ء میں طبع
فرمایا اس میں اسٹر لاکھوں اہل حدیث کو مجوس امت کا لکھا جس سے لاکھوں مسلمانوں میں جوش
پیدا ہوا یہ مفسدانہ تحریرات کا طبع ہونا بالکل خلاف اصول و قیام نگاری ہے۔

یہ لوگ اپنی پاک اور حق مذہب خفی کو کیسا بدنام کرتے ہیں اور باوجود اس کے اپنے تئیں
چست و چالاک خفی کہتے ہیں۔ ایک اعلیٰ قاری خفی تھے جنہوں نے محدثین کے
انگلی اٹھانے کے فعل کی مذمت کیدانی کے خلاصہ میں دیکھ کر کیدانی کا متر
و کافر ہونا اپنی رسالہ تنیل العبادۃ التحسین الاشارۃ میں تجویز فرمایا۔
ایک یہ چست خفی ہیں کہ جب تک اہل حدیث کی تکفیر نہ کر لیں گالیان نہ دیں جب تک
اپنے تئیں چست خفی نہیں سمجھتے۔ یہ میں تفاوت رہ از کجاست بد گما۔ ہم ان چست
خفیوں کے عقاید بالکل اگلے خفیوں کے عقاید سے برخلاف پاتے ہیں جس سے ہم
کہہ سکتے ہیں کہ ان مفسد خفیوں کے مذہب کے بانی کو حضرت رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشین گوئی و رہا مطلع قرآن الشیطان فرمایا
مذہب محدثین کے بانی تو خود رسول خدا اسلام میں وہ کیونکر اس کے مصداق ہو سکتے ہیں چنانچہ
خفی صرف زبانی دعوے سے نہیں ہو سکتا ہر تا وقتیکہ اپنے عقاید اہل حنیفہ رحم کے عقاید
کے مطابق نہ ہوں۔ اس ضمن میں ایک عبارت ہم شاہ عبدالغفری صاحب

حدث دہلوی (جو مستند عند الخفیہ ہیں) کی تفسیر فتح الغیر سے تبصرہ کا اقتباس کرتے ہیں۔ بعض فرقہ بانو درابیکچ ازین ہر ہزار گروہ کہ صاحب طریق مستقیم اندھنسوب می کنند و خود را شیخ آن بزرگ انگارند حالانکہ این طریق را گندہ در طریق شیطانی نہماکشند اندرین سبب این نسبت طریق کج آنھما در نظر مردم طریق مستقیم می نماید و در حقیقت بہرہ از طریق مستقیم نداشتن بہود و نصیب کار کہ خود را از اتباع موسی و حضرت عیسیٰ می انگاشتند و از راہ آن دو بزرگ بعد المشرقین دور افتادہ و در آیت مافوق شیعہ خود را بانیمہ اہل بیت نسبت می کنند و بوجہ از عقاید و اعمال و اخلاق آن بزرگان و در خود ندارند و همچنین مداریہ و جلالیہ و دیگر تفسیر دان محمدان کہ خود را سہروردی و قادری و چشتی میگویند و اعمال اشغال اصلاً مناسبت بار باب این طریق ندارند۔ انتہی۔ مقام غور ہے کہ موسی و عیسیٰ و اہل بیت علیہم السلام کی زبانی تا بعد از گمان ہوں اور اہم حقیقت ج کی زبانی تا بعد از خفی کہلاوین اگر سچا خفی غیاہر تو بدعات و رسومات و اہل حدیث سے بغض و عناد تبرا و فساد ترک کر کے امام صاحب کے عقاید رکھیں و نہ زبانی دعویٰ سچ کہی خفی نہیں ہو سکتی۔ آن چیست خفی کی تحقیق کا یہ حال ہے کہ مولوی ارشاد حسین صاحب کو صاحب ایضاح الحق لکھتے ہیں حالانکہ ایضاح الحق مولانا شبید محمد اسماعیل مرحوم کی ہے ایسی ہی چیست خفیوں کی پشت کا کہ غلط ہے۔ یہ وہ جامع الشواہد (جو ایسی ہی چیست خفیوں کی تصنیف ہے) کو مولانا نذیر حسین صاحب کی تصنیف بتلایا جب ان چیست خفیوں کے ایمان و انصاف کا یہ حال ہے تو مست خفیوں کا کیا ٹھکانا ہے جبکہ مخالفت اہل حدیث میں جہوہ و جہوہ کا یہ جائز بلکہ ایسی عبادت جو حرم محترم میں ادا کرنے کے لائق تصور کیا وھی تو انکی اصلاح کی امید کیا ہے۔ عزت علی گور کھپوری نے ایک دلی القہ (مولانا نذیر حسین صاحب) کو چھوڑ

کی ہمت لگانی خدا نے اسی جرم میں گرفتار کر کے تمام دنیا میں مشترک خود بدولت ہی کو بنایا
کیا سچ ہے؟ چون خدا تو ابد کہ پروردہ کس درد۔ میاشش اندر طغیانی کان کند
اب ہم اپنی اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور اڈیٹر صاحب نے جو اس ضد میں بڑا عقیدہ لیا
فرامین ہم نے مشق نمونہ از خود واری اجتلا دین اگر سب کا ذکر کرتے تو ایک دفتر ہو جاتا۔ ہم
اڈیٹر صاحب کی جناب میں باادب عرض کرتے ہیں کہ ہر آپ کی ان تحریرات کو دیکھنا آپ کے
اکثر بلا دلیل و دعویٰ پاس۔ فاضل مدوح کی دلائل کا جواب درکنار انکا ذکر تک ہی آپ نہیں کرتے ہیں
پھر یہ کیا مباحثہ۔ آپ چند الزام بلا دلیل سنیں سنائی (جیسے تو میں امام تو میں سلطان تو میں کہ
لازمیہ و ابی نقیہ انکیر مفسد وغیرہ) لگا کر اسی بنیاد پر دو چار پتیاں ایک دو تہہ نہ کہ کلمات
کچھ جو کسے اشعار وں بارہ گالیان کہہ کر غمخیزہ برائی چاہتے ہیں یہ کب ممکن ہے۔ کیونکہ عوام آپ کی
تحریر کو شاید جواب فاضل مدوح کہیں گمراہی بصیرت کی نظر تو دلائل پر ہے وہ ایسی پرانہ تفسیر
آپ کی کب سینگے کیا دنیا میں مہذبین و منصفین کی کمی ہے۔ پس یا تو آپ واسطی مباحثہ کر کوئی
عالم تجویز کر دیا خاموشی اختیار کیجئے اگر اگر یہی طریقہ کج بخشی کا آپ فرجاری رکھا اور گندہ مضامین
جیسے چت خفی کے ہیں (کا طبع کرنا موقوف نہ کیا تو آپ کا اخبار ہی مثل اخبار نور الانوار کے
متعصب و بے وقت ہو جائیگا اور آپ کو پچھا چوڑا ناما شکل پڑیگا اگرچہ فاضل مدوح فر آپ کو
قابل خطاب نہ تصور فرما کر خطاب آپ سے چوڑا دیا مگر دنیا میں کیا اور اہل حق کم ہیں۔

آپ فر فاضل مدوح کی پروردہ ملی تقریر ملاحظہ فرمائی۔ کوئی انکا جواب دینا والا ہے؟ ہر ہر
علماء رسالت ہیں۔ انکی منصفانہ و دل تحریرات پر فاضل اہل جناب مولوی عبید اللہ صاحب
نے ازراہ انصاف و تقصص کمال کہی نکتہ چینی نہیں کی۔ اگر وکیل احمد صاحب نے
کچھ عامیانہ خیالات ظاہر فرمائے اور کا نمبر ۱۲۰۴ وہ اشاعت السنہ جلد ۱ میں جو طالع ہوا۔ وہ آپ
دیکھا۔ امید ہے کہ ہماری دوستانہ نصیحت پر آپ خیال فرما کر فریبی شیر جہاڑ سے باز آدیں گے۔ ہم اس
بات کا وعدہ کرتے ہیں کہ اگر آپ نے آئندہ خاموشی اختیار کی تو اس طرف سے کبھی اشاعت السنہ
میں آپ کی مزاج پر سی نہ ہوگی۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے +

راتم۔ ابو محمد جمال الدین ڈاکٹر کہوری ضلع ساگر